میں لے لی گی تو یہ بالآخر آزادی پر منتج ہوگی۔

مشرقی یورپ

"براہ مہربانی ترکی مت بولیے ! ہم بلقانی ہیں"

گذشتہ موسم گرما میں بلغاروی قوم پرستوں نے عام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے سڑکوں کی ناکہ بندی کی اور فیکٹریوں، سرکاری عمارات اور ریڈیو سٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ وہ اس بات پر احتجاج کر رہے تھے کہ پارٹی کے ایک رہنما کو جو ترک نسل کی نمائندگی کرتے ہیں، پارلیمنٹ میں ان کے سلاوی نام کے بجائے اصل ترک نام سے کیوں متعارف کرایا گیا ہے۔ ژِوکوف کے دور میں ترکوں کو سلاوی نام رکھنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

قوم پرستوں نے ہڑتال اس وقت ختم کی جب قومی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کی جس میں ملک کے نسلی گروپوں کے اثر و نفوذ کا جائزہ لیے جانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ قوم پرست اب یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ترکی زبان کے کھلے عام بولنے پر پابندی عائد کی جائے۔ انہیں خدشہ ہے کہ ترکی ثقافت کے سامنے ان کی قومی ثقافت ماند پڑ جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی رومانیہ سے آمدہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ رومانیہ کے قوم پرست اپنے ہاں ہنگری نسلی اقلیت کے خلاف یہی موقف اختیار کر رہے ہیں۔

رومانیہ اور بلغاریہ کے قوم پرستوں کے خیال میں کمیونزم کے خاتمے نے ہنگرین اور ترکوں کو اپنی سلطنتوں کو دوبارہ استوار کرنے کا شاندار موقع فراہم کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ رومانیہ میں ہنگرین اقلیت اور بلغاریہ میں ترک نسل ان کے درمیان پانچویں کالم کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان الزامات کے باوجود ان اقلیتوں کے نمائندہ سیاستدان محتاط انداز میں پُر امید ہیں۔ رومانیہ اور بلغاریہ دونوں ملکوں میں نئے آئین تیار ہو رہے ہیں اور اقلیتیں اپنے حق میں بہترین نتائج کے حصول کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ ان کے مقاصد یکساں ہیں لیکن انداز کار نمایاں طور پر مختلف ہے۔

بلغاریہ کی دس لاکھ یا اس کے لگ بھگ ترک آبادی ملک پر عثمانیوں کے پانچ سو سالہ اقتدار کی یادگار ہے۔ ان کے حقوق 1950ء کے عشرے سے غصب کیے جا رہے ہیں۔ 1980ء کے عشرے کے وسط میں ٹوڈر ژِوکوف کی حکومت نے ان کے خلاف اپنے حملوں میں اضافہ کر دیا اور اس نے ایک علیحدہ ترک اقلیت کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ ژِوکوف حکومت نے کھلے

عام ترکی زبان بولنے پر پابندی عائد کردی اور حکم جاری کیا کہ تمام ترک نام بلغاروی بنا دیے جائیں۔ 1989ء میں تین لاکھ ترک ترکی فرار ہوگئے۔ ژِدکوف انتظامیہ کے خاتمے پر ان میں سے اکثر پناہ گزین واپس آ گئے۔ بلغاروی قوم پرستوں کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوئی جب ترکوں کو اپنے اصل ترکی نام استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی اور ترکوں نے، جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے، "تحریک برائے حقوق و آزادی" کے نام سے ایک جماعت بنا لی۔ نسلی جماعتوں پر آئینی پابندیوں سے بچنے کے سلسلے میں تحریک نے اب تک بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے

تحریک کی قیادت ایک نوجوان ماہرِ تعلیم اور سابق سیاسی قیدی احمد ڈوگان کر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ میں تحریک سے وابستہ نائبین کی تعداد 23 ہے۔ اور یہ پارلیمنٹ میں تیسرا بڑا گروپ ہے۔ چالیس سال کی پابندی کے بعد اب مساجد سے اذان پھر سنائی دینے لگی ہے۔ ترکی زبان کے ایک اخبار کی اشاعت حال ہی میں شروع ہوئی ہے۔ اور وزیرِ تعلیم نے "تجرباتی بنیادوں" پر بعض ریاستی اسکولوں میں ہفتے میں تین گھنٹے ترکی زبان کی تعلیم دینے کا اعلان کیا ہے۔ تحریک اپنی ان کامیابیوں پر خوش اور مطمئن ہے۔ تاہم اُسے ان تبدیلیوں کے نازک ہونے پر تشویش ہے۔ مثال کے طور پر پارلیمنٹ نے ترکی زبان کی تدریس میں کسی قسم کی توسیع کو ستمبر 1991ء تک مؤخر کردیا ہے۔

بداعتمادی کی جڑیں بہت گہری ہیں اور ترکوں کی ہر پیش قدمی غصّے سے بھرے ہوئے بلغاروی قوم پرستوں کو احتجاج کے لیے سڑکوں پر لے آتی ہے۔ تاہم ہر دفعہ احتجاجی مظاہرین کی تعداد پہلے کے مقابلے میں خاصی کم ہوتی ہے۔ بہت ہی کم لوگ واقعی یہ یقین رکھتے ہیں کہ ترک، عثمانی سلطنت کے احیاء کے لیے کوشاں ہیں۔ تحریک نے اب تک حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے ان کے لیے التجاء کرنے کو ترجیح دی ہے۔ تحریک کو اس بات کا ابھی تک اندیشہ ہے کہ برسراقتدار سوشلسٹ (سابق کمیونسٹ) اور جمہوری قوتوں کی یونین (Union of Democratic Forces) کے درمیان غیر مقدّس اتحاد، بلغاروی قوم پرستوں کے ووٹ حاصل کرنے اور ملک کے اقتصادی مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے اسے غیر قانونی نسلی پارٹی قرار دے کر اس پر پابندی عائد کرسکتا ہے۔

اس کے برعکس رومانیہ میں 20 لاکھ ہنگرین نسل کے باشندے جو پرانے آسٹروی ہنگرین صوبے ٹرانسلوینیا میں رہائش پذیر ہیں، اپنے حقوق کے لیے درخواستیں نہیں گزار

ہے۔ بلکہ وہ پوری شدت کے ساتھ حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ چاوشسکو نے ہنگرین سکول تو ختم کردیئے تھے لیکن اس زبان کی تدریس پر پابندی عائد نہیں کی تھی۔ اب ہنگرین سکول دوبارہ کھل رہے ہیں لیکن ہنگرین سیاستدان کہتے ہیں کہ ملک کے زیر ترتیب آئین کی رو سے ان اسکولوں کو خطرہ لاحق ہے۔ اسی طرح ان کی جماعت ہنگرین ڈیموکریٹک یونین کا وجود بھی خطرے میں ہے۔ ہنگرین ڈیموکریٹک یونین برسراقتدار نیشنل سالویشن فرنٹ کے بعد پارلیمنٹ میں دوسری بڑی جماعت ہے اور یہ جاندار حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ہنگرین، ٹرانسلوینیا کی آبادی کا صرف ایک چوتھائی ہیں۔ لیکن رومانیہ کے قوم پرستوں نے بہت سے لوگوں کو، خصوصاً جنہیں کمیونسٹوں نے ہنگرین لوگوں کی اکثریت کو کم کرنے کے لیے وہاں آباد کیا تھا، اس بات کا قائل کرلیا ہے کہ ہنگری اس علاقے کو دوبارہ واپس لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ اسے ہنگرین تہذیب اور زبان کا گہوارہ خیال کرتے ہیں۔

ٹرانسلوینیا میں نیشنل سالویشن فرنٹ کی قیادت اُن ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو ایک با اثر قومی تنظیم "Vatra Romaneasca" (رومانوی گھر) کے کرتا دھرتا ہیں۔ رومانیہ کے اخبارات ٹرانسلوینیا پر ہنگری کے عزائم کے بارے میں دلچسپ کہانیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ تاہم ہنگرین سیاستدان پرامید ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اتنے مضبوط ہیں کہ حقوق کا دفاع کرسکیں گے اور وہ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ ان کے حقوق اگر ان سے چھیننے کی کوشش کی گئی تو اس سے تشدد بھڑک اٹھے گا۔ اور اس سے بخارسٹ کی حکومت کا اعتماد اٹھ جائے گا جو اپنی آزاد خیال پالیسیوں کے بارے میں مغرب کو قائل کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔

ہنگرین اور ترک دونوں ہی اپنے علاقوں کے لیے علاقائی خودمختاری کے نظریے کو مسترد کرتے ہیں۔ قوم پرستوں کا کہنا ہے کہ یہ ان کا اگلا مطالبہ اور علیحدگی کا نقطہ آغاز ہوگا۔ دونوں اقلیتوں نے مسائل کے باوجود اب تک بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی کامیابیوں کو نازک خیال کرتی ہیں۔ تاہم یہی حالت ان ملکوں میں خود جمہوریت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق اور جمہوریت کا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ حلقہ ہائے انتخاب سے قطع نظر دونوں ملکوں میں اگلا بڑا امتحان طویل عرصے سے التواء میں پڑے ہوئے بلدیاتی انتخابات ہیں۔ کمیونزم کے خاتمے کے بعد سے یہ اب تک منعقد نہیں ہوسکے۔ دونوں اقلیتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ قوم پرستی کا سب سے زیادہ دم بھرنے والے وہ پرانے بلغاروی اور رومانوی لوگ ہیں جو اس دن کو ٹالنے کی شدید کوشش کر رہے ہیں جس دن جمہوریت ان کی